بی جے پی

تاریخ ۶ / مارچ، ۲۰۱۳ء

پارلیمنٹ کی مشترکہ کنونشن کو اپنے خطاب میں صدر کے خطبہ پر اظہار تشکر کی تجویز پر ہوئی بحث میں جناب ارون جیٹلی کے ذریعہ کہی گئی کچھ اہم باتیں

یو پی اے حکومت نے اپنے دور اقتدار کے ۹ / سال پورے کر لیے ہیں۔ اپنی چھاپ چھوڑنے کے لیے کسی بھی حکومت کا ۹ / سال کا وقت ایک اچھا خاصہ وقت ہوتی ہے۔ اتنے وقت میں ایسے بدلاؤ ہو سکتے ہیں جن سے ملک کی تقدیر پر اثر پڑ سکے۔ یو پی اے کا افسوسناک ریکارڈ رہا ہے۔ اسے ایک حوصلہ بند ملک کی حکومت وراثت میں ملی تھی۔ دنیا بھارت کو ایک سرمایہ کاری کے مقام کے روپ میں دیکھتی تھی۔ این ڈی اے نے جی ڈی پی کی ترقی کی شرح ۴۔۸ / فیصد پر چھوڑی تھی۔ معیشت کی صورت اس وقت مضبوط تھی۔ یو پی اے حکومت اب حکومت کے آخری سال میں داخل ہو رہی ہے لیکن ہندوستان دنیا کے نقشہ میں کہیں نہیں ہے جیسا کہ وہ ایک دہائی پہلے تھا۔ بریکس میں آئی کے ہٹنے کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ چاروں طرف نا امید اور حکومت کے تئیں غیر یقینی کا ماحول ہے۔ اس کے علاوہ پالیسیوں کی کمی اور بدلاؤ کی چاہ ہے۔

یو پی اے نے ایک حوصلہ مند ملک کو نا امید والے ملک میں کیسے بدلا

یو پی اے کا حکومتی ماڈل

میں نے بار بار اس بات کو کہا ہے کہ یو پی اے کا حکومتی ماڈل دنیا کے سب سے بڑی جمہوریت کے لیے نا مناسب ہے۔ فطری طور پر وزیر اعظم پارٹی کا لیڈر رہتا ہے۔ ایسا ماڈل جہاں کمپنی کے سلسلہ میں بورڈ فیصلہ کرتا ہے اور بھاڑے کا ایک سی ای او اسے اثر میں لاتا ہے۔ کارپوریٹ حکومت کے لیے تو یہ نظام ٹھیک ہے لیکن کسی ملک کی حکومت چلانے کے لیے نا مناسب ہے۔ وزیر اعظم کی سیاسی طاقت کی کمی کا نتیجہ ہے۔

قیادت کا خطرہ

پیرالائزڈ پالیسی

غلطی کرنے والے وزرا اور بدعنوانی پر کوئی قدغن نہیں

سرکار میں قیادت کی کمی واضح دکھائی دیتی ہے۔ گزشتہ ۹ / سال میں پالیسی پر فیصلے قومی صلاح کار کونسل جیسا ادارہ لے رہا ہے جس آئین میں کوئی وجود نہیں ہے۔ بغیر سوچے سمجھے بنائی گئی مختلف پالیساں جیسے بینک قرض معافی اور منریگا کے عمل درآمد کے ایشو کے نتیجہ کے طور پر اقتصادی پس منظر میں حال میں نا امیدی ہے۔ بینک قرض معافی ایسے لوگوں کو دی گئی جو اس کے حقدار نہیں تھے۔ منریگا میں کئی قومی وسائل جھونک دیے گئے لیکن املاک کی پیداوار نہیں ہو پائی۔

معیشت کی صورت حال

اس بات میں کہیں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ بھارت میں ترقی کی ضرورت ہے۔ بھارت میں کم ترقی کی شرح کا خطرہ نہیں اٹھا سکتا اور نہ ہی

لوگوں کو لبھانے والے غریب ہٹاؤ جیسے نعرے برداشت کرسکتا ہے جیسا کہ آزادی کے بعد پہلے چار دہائیوں میں ہوا تھا۔ بھارت کی اقتصادی ترقی کی شرح کی، زیادہ اقتصادی سرگرمیاں، روزگار کی پیداوار، بہتر بنیادی ڈھانچے اور غریبی ہٹاؤ پالیسیوں کے لیے زیادہ ریوینو کی ضرورت ہے۔ یو پی اے، جسے وراثت میں ۸،۴/فیصد کی ترقی کی شرح ملی تھی وہ ۹/ فیصد کی ترقی کی شرح برقرار رکھنے کی بجائے معیشت کی ترقی کی شرح کو ۵/فیصد سے بھی کم پر کیسے لے آیا؟ فیصد کی ترقی کی شرح پر معیشت مناسب نوکریاں پیدا نہیں کرسکتی، نہ ہی وہ غریبی کے لعنت سے لڑسکتی ہے۔

بھارت کو کھیتی میں لگے اپنی آبادی کے ایک بڑے حصے کو تعمیری حلقہ میں تبدیل کرنا ہوگا۔ اسے ایک کم لاگت والی پیداوار کے ہب میں بدلنا ہوگا۔ پیداوار کی ہماری ترقی کی حالت ۱۲/ سے ۱۴/ فیصد ہونی چاہئے۔ تبھی ہم جی ڈی پی کے ۲۵/فیصد پر قبضہ کر کے تعمیری حلقہ کا نشانہ طے کرسکتے ہیں۔ اس کے لیے آپ کو فوراً ایک وسیع اور بنیادی ڈھانچہ پروگرام کا اعلان کرنا ہوگا۔

قومی شاہراہ پروگرام کی رفتار سست کیوں ہوگئی؟ ہمارے ٹھیکیداروں کو قومی شاہراہ پروگراموں سے ہٹایا کیوں جارہا ہے؟ این ایچ آر ای ایسا ادارہ کیوں بن گیا ہے جس سے نمٹنا مشکل ہے؟ ہائیوے نئے پروجیکٹوں کی نیودا کے لیے تیار نہیں ہے۔

وزیراعظم دیہی سڑک یوجنا کو گزشتہ سال تقریباً ترک کردیا گیا۔ اس سال ۲۰،۰۰۰/کروڑ روپے خرچ کرنے کی تجویز تھی جبکہ ۸۰۰۰/کروڑ روپے ہی خرچ کیے گئے۔

کوئلہ کار کی تقسیم میں ہوئی بدعنوانی کا خراب اثر توانائی کے شعبہ پر پڑا ہے۔ بجلی مشینری کوئلے کی کمی سے جوجھ رہا ہے۔ پاور ایکٹ ۲۰۰۳/ کے تحت این ڈی اے کے وقت میں توانائی شعبہ نے جو کامیابی حاصل کی وہ اب خطرے سے جوجھ رہی ہے۔

ٹیلی مواصلات کا شعبہ جسے دنیا میں سب سے تیزی سے بڑھتی معیشت کے روپ میں دیکھا جاتا تھا اس کا اب کوئی خریدار نہیں بچا۔ ہندوستانی ٹیلی مواصلات اب فروختگی کے قابل نہیں رہا۔

بجٹ میں شاید ہی ایسا کچھ ہے جس سے زراعت یا تعمیری شعبہ کو فروغ مل سکے۔

وزرا کی آپسی تکرار کی وجہ سے ۷/لاکھ کروڑ روپے کے پروجیکٹ التوا میں ہے۔

دفاعی پیداوار میں پرائیویٹ حلقہ کو شامل کرنے کے لیے کوئی قدم نہیں اٹھائے گئے ہیں۔

مشرقی ہندوستان کی ترقی سے متعلق عوامی پروجیکٹ وجود میں نہیں ہیں۔ اس کو نظرانداز کیا جارہا ہے۔ یو پی اے دراندازوں کے ذریعہ جنانکی کی تصویر بدلنے سے مطمئن ہے۔ اس کی اولیت جنانکی کے بدلتے ڈھانچے میں ہے نہ کہ ترقی کے مہم میں۔

سر پر میلا ڈھونے کی روایت کو ختم کرنے، صفائی کے وجود کو سب سے زیادہ توجہ دی جانی چاہئے۔

قومی وسائل کو برباد کر کے گزشتہ کچھ برسوں کے دوران مالی بدنظمی کی وجہ سے یو پی اے نے ملک کو قرض کے بوجھ کے نیچے دبا دیا ہے۔ سماجی شعبہ کے سبھی پروجیکٹوں کی دوبارہ شروعات کی گئی تاکہ مالی نقصان کو اور زیادہ قابل قبول بنایا جاسکے۔ سرمایہ والے خرچ کو کم کر کے ۹۳،۰۰۰/کروڑ روپے کردیا گیا۔ کھاد تحفظ ایکٹ کے درآمد کے لیے معمولی رقم بچی ہے۔ اس میں صرف ۵۰۰۰/کروڑ روپے کا اضافہ ہوگیا۔ منریگا اور دیہی سڑکوں کے لیے گرانٹ میں مناسب کٹوتی کردی گئی۔ براہ راست نقد ٹرانسپورٹ یوجنا اگلے سال کے لیے ۵۶۰۱/کروڑ روپے دی گئی ہے۔

فوڈ سیکورٹی بل ایک خواب بنا ہوا ہے۔ اس میں سب کو خردنی سیکورٹی مہیا کرانے والے چھتیس گڑھ ماڈل کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ گزشتہ سال ۵۰۰۰۷/کروڑ روپے کی خردنی تحفظ کی تجویز پیش کی تھی لیکن حقیقت میں ۸۵،۰۰۰/روپے، ۱۰،۰۰۰/کروڑ روپے۔ نئی دہلی میں خردنی تحفظ کے

بارے میں صرف بحث ہوتی ہے۔اس کے برخلاف این ڈی اے حکمراں کچھ ریاستوں نے قابل ذکر مظاہرہ کیا ہے۔بہار میں جی ڈی پی ترقی کی شرح کم سے کم ۱۲ ر فیصد ہے۔مدھیہ پردیش، گجرات، چھتیس گڑھ میں ترقی کی شرح دہائی کے آنکڑے پر ہے۔مدھیہ پردیش اور گجرات میں زراعتی پیداوار میں کافی اضافہ ہوا ہے۔

بدعنوانی

حکومت کی قیادت قابو میں نہیں ہونے کی وجہ سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ بدعنوانی یوپی اے کے مظاہرے کا ہال مارک بن گیا ہے۔یوپی اے میں کئی طرح کے وزیر ہی، کچھ گھمنڈی، کچھ بے حد بدعنوان ہیں، کچھ بال کی کھال نکالتے ہیں۔اور کئی تو کچھ بھی نہیں کرتے ہیں۔کچھ اکثر بھاری بھول کرتے ہیں۔گلدستے کی جگہ گلدان نے لے لی ہے۔بدعنووانی کی وجہ سے بھارت میں سرمایہ کاری کے مواقع کم ہوئے ہیں۔بھارت میں نہ صرف بین الاقوامی سرمایہ کار سرمایہ کاری کرنے سے گریز کررہے ہیں بلکہ گھریلو سرمایہ کار بھی دنیا میں اور کہیں سرمایہ کرنے کی امکانات تلاش کررہے ہیں۔رقم کے باہر جانے سے بھارت کی معیشت کو نقصان ہورہا ہے۔

دولت مشترکہ کھیلوں میں کھیل کود اور سیاحت سے بھارت کو فائدہ ہونا چاہئے تھا لیکن اسے بدعنوانی کے روپ میں یاد کیا جارہا ہے۔یوپی اے کے لیڈر جیل بھیج دیے گئے اور ملک کا کھیل کود کا ماحول خراب ہوگیا۔

۲ ر جی اسپیکٹرم کی تقسیم کے لیے ایک مرکزی وزیر اور دیگر کو جیل جانا پڑا۔بڑی مقدار میں قومی وسائل تباہ ہوئے ہیں۔ٹیلی مواصلات کی کامیابی کی کہانی پوری طرح سے پلٹ چکی ہے۔کوئلہ خان کی تقسیم گھپلے میں بیش قیمتی قومی وسائل کو من مانی قیمت پر تقسیم کردیا گیا۔اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ توانائی کے شعبہ کو بھاری نقصان پہنچا اور بجلی مشینوں کو کوئلے کی کمی کا سامنا کرنا پڑا۔

وی وی آئی پی ہیلی کاپٹر کی خرید میں رشوت کے معاملے کی اب لیپا پوتی کی جارہی ہے۔ہم بھی یہ جاننا چاہتے ہیں کہ کس نے یہ رشوت لی۔اسے سزا دینا چاہئے۔سرکار سچائی کا پتہ لگانے کے نام پر اس معاملے کو محض ایک پارلیمنٹری کمیٹی کو سونپ کر پلہ جھاڑنا چاہتی ہے۔اراکین پارلیمنٹ کو چھان بین کرنے، حراست میں پوچھ گچھ کرنے یا گزارشی مکتوب حاصل کرنے کا حق نہیں ہے۔

ملک میں ایک مضبوط جوابدہی مشینری کی قومی خواہشات کو لیکر بڑے مظاہرے ہوئے۔لوک پال بل کو لوک سبھا میں جلد بازی میں پاس کرایا گیا لیکن راجیہ سبھا میں سرکار کے ذریعہ رکاوٹ ڈال دی گئی۔پارلیمنٹری کمیٹی کے ذریعہ بل کو سدھارنے کی ہماری کوشش میں سرکار نے رکاوٹیں پیدا کیں۔کچھ مشوروں کو قبول کیا گیا ہے لیکن کچھ اہم مشوروں کو نہیں مانا گیا۔

اگر قصوروار افسر کو جانچ شروع کرنے سے پہلے لوک پال کے سامنے اپنی بات رکھنے کا موقع دیا۔

جانچ ایجنسی کے خاص جیسے سی بی آئی کو بغیر کسی خوف یا جانبداری کے کام کرنا چاہئے۔اس کے مدت کار کی ایک مقررہ وقت ہونا چاہئے اور سبکدوشی کے بعد اور کوئی عہدہ ملنے کی لالچ نہیں ہونا چاہئے۔

اب وقت آگیا ہے کہ بھارت کی سیاست کچھ سنجیدگی دکھائے اور بدعنوان لوگوں کو سزا دینا شروع کرے۔

دہشت گردی، دراندازی اور قومی تحفظ

کشمیر بھارت کا ایک اہم جز ہے۔حال ہی میں وہاں امن لوٹی ہے۔بھارت سرکار کو جموں و کشمیر کی علاقائی یکجہتی کے سلسلہ میں سرحد پار

سے کسی طرح کی بات چیت یا مشورہ پر غور نہیں کرنا چاہئے۔ جموں وکشمیر کے لوگوں کے تئیں ہماری پالیسی ہمیشہ ہمدردانہ ہونی چاہئے۔ ہماری کوشش ترقی اور یکجہتی ہونی چاہئے۔ ہمیں عوامی حمایت اور علیحدگی پسند کی مخالف ہونی چاہئے۔

پارلیمنٹ پر ۲۰۰۱ء میں حملے کے ملکوں کو پھانسی دیے جانے پر کشمیر کے لیڈران نے حال میں جس طرح کا ردعمل ظاہر کیا ہے وہ پریشان کرنے والا ہے۔ بھارت ایک کمزور ملک نہیں ہے اور وہ کوئی ایسا اشارہ نہیں دے سکتا کہ علیحدگیوں کے دباؤ میں ہے۔

ماؤوادی بھارت کی جمہوریت کو منتشر کرنے پر آمادہ ہیں

ماؤوادی تشدد کے ذریعہ ہمارے پارلیمانی جمہوریت کو اکھاڑ پھینکنے کی دھمکیاں دے رہے ہیں۔ وہ آدیواسی حلقوں میں غریبوں کا استحصال کر رہے ہیں۔ ہمیں ایک قومی پالیس کا اعلان ضرور کرنا چاہئے کہ قومی وسائل پر پہلا حق آدیواسی حلقوں کا ہونا چاہئے لیکن ان حلقوں کی ترقی کے لیے ہمیں مناسب قبول اور انتظام کی ضرورت ہے۔ مناسب حفاظتی نظام کے ساتھ ترقیاتی مہم کی ماؤواد سے متاثر حلقوں کے لیے واحد طریقہ ہے۔

حیدرآباد دھماکہ

حیدرآباد کے حال کے دھماکے میں کئی ہدایتوں کی جانیں گئی اور کئی زخمی ہوگئے۔ دہشت گردی کو روکنے کا واحد طریقہ مضبوط خفیہ نظام اور دہشت گردوں کے ٹھکانوں کو تباہ کرنا ہے۔ خفیہ اور سیکورٹی فورس کی سو فیصد کامیابی کا ریکارڈ ہونا چاہئے۔ دہشت گردوں کی صرف ایک بار کامیابی سے مطلب ہوتا ہے۔ کیا ہماری خفیہ ایجنسی نے مناسب جانکاری ہوتے ہوئے بھی اس کو نظر انداز کر دیا؟ کیا ہمیں حیدرآباد کی پوری طریقہ سے حفاظت کی ضرورت ہے؟ حیدرآباد دھماکہ اس بات کی یاد دلاتا ہے کہ ہم اپنی حفاظت کو کم نہیں کر سکتے۔ دہشت گردی کا مقابلہ اس بات کی یاد دلاتا ہے کہ ہم اپنی حفاظت کو کم نہیں کر سکتے۔ دہشت گردی کا مقابلہ مرکز اور ریاستوں کو ملکر کرنا ہے۔ دہشت گردی اور اسٹیٹ کو لیکر چل رہی تصوراتی بحث سے بچا جانا چاہئے۔ دونوں ایک ساتھ رہ سکتے ہیں۔ اسی بنیاد پر این سی ٹی سی کی تشکیل ہو سکتی ہے۔

بھارت اور پڑوسی ملک

بھارت نے اپنے پڑوسیوں کے داخلی معاملوں میں مداخلت کرنے میں کبھی کوئی دلچسپی نہیں لی۔ ہم اپنے پڑوسیوں کے ساتھ دوستانہ رشتہ چاہتے ہیں لیکن ہماری خواہش ہے کہ پڑوس میں ٹھہراؤ بنا رہے۔

پاکستان ایک ٹھہرا ہوا ملک ہے۔ اس کی حالت ایسی ہے کہ کوئی جہاں ممتحن بھی سمجھ پانے میں ناکام ہے کہ ملک کا کنٹرول کس کے ہاتھ میں ہے۔ وزیر اعظم نے پاکستان کے ساتھ بات چیت کرنے کی خواہش ظاہر کی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ حال میں جو مشتعل کرنے والی کارروائی ہوئی ہے اس کی وجہ سے انھوں نے اپنی خواہشوں کو پیچھے ڈھکیل دیا ہوگا۔

نیپال بھارت اور چین کے درمیان ایک اہم ملک ہے۔ سنسکرت اور مذہب کے لحاظ سے ہمارے تاریخی رشتے ہیں۔ وہاں کا آئینی خطرہ ہمارے لیے فکر کا موضوع ہے۔

بنگلہ دیش کے لیڈران کے ساتھ بھارت دوستانہ رشتے ہیں۔ اس وقت جو ماحول ہے اس میں مختلف التوا ایشوز کو اس طریقہ سے سلجھایا جا سکتا ہے کہ جو ہمارے ملک کے عوام کو بھی قبول ہوگا۔

شری لنکا بھارت کا قدیمی دوست ہے۔ ہمارے فوجیوں نے شری لنکا میں امن بحالی کے لیے خون بہایا ہے۔ ہمارا لنکا کے ساتھ رشتہ

بنائے رکھنا ضروری ہے کیونکہ لنکا میں انسانی حقوق کی خلاف ورزی کا براہ راست اثر تمل ناڈو اور باقی جگہوں پر پڑتا ہے۔

مالدیو کی صورت فکرمندی کا موضوع ہے۔ہم ہند مہاساگر میں ٹھہراؤ نہیں دیکھ سکتے۔وہاں صورت اتنی خراب ہوگئی کہ وہاں کے سابق صدر کو ہندوستانی ہائی کمیشن میں پناہ لینی پڑی۔اس مسئلہ کا جلد حل نکالنے کی بھارت کی خواہش سمجھی جا سکتی ہے۔مجھے یقین ہے کہ ہم حالات کو اس حد تک لے جانے میں کامیاب رہیں گے جس سے مالدیو میں عام طور سے جمہوریت بحال ہوجائے۔

خواتین

ہندوستانی سماج میں خواتین کی حصہ داری ۵۰ رفیصد ہے۔اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ سماج میں ان سے تعصب کیا جاتا ہے۔جنم سے ہی سماج میں کمزور سمجھتا ہے۔ہم نے قانونی طور سے انھیں برابری کی گارنٹی دے رکھی ہے لیکن بھارت میں لوگوں کو اپنا دماغ بدلنا ہوگا۔سماج میں خواتین کو برابر ماننے کے لیے ذہنی سوچ میں بدلاؤ لانے کی ضرورت ہے۔دہلی میں آبروریزی اور قتل کی حال کے حادثہ اور باقی جگہوں پر بھی ہوئے کچھ حادثات کی وجہ سے ہمارے سر شرم سے جھک گئے ہیں۔ہمارے قانون کی خامیوں کو درست کیا جا سکتا ہے۔لیکن ہمارا پولیس نظام جانچ کا نظام اور سماج خاص طور سے مردوں کے رویے میں بھاری بدلاؤ کی ضرورت ہے۔حال کے حادثات سے صاف ہے کہ ہم بدعنوانی کے پیمانے پر پہنچے فسل گئے ہیں۔ہمارا امتحان ہو رہا ہے۔اخلاقیات کو ہم کھو چکے ہیں۔

یوپی اے ہونے کے راستے پر ہے۔وہ اپنے پیچھے معیشت کو خراب حال میں چھوڑ کر جا رہی ہے۔اس نے سیاسی اعتماد کو نقصان پہنچایا ہے۔نا امیدی کے اس ماحول میں اقرباپروری جمہوریت کی بساط پر بھارت کو آگے بڑھانے کی یوپی اے کی امید کبھی پوری نہیں ہوگی۔بھارت کے اصلی مول کا تبھی احساس ہوگا جب اقرباپروری کے ایسے کرشموں کو منہدم کر دیا جائے۔اہلیت اور اقرباپروری پر بھارت کو بدلنے والوں کے درمیان سیاسی مقابلہ کو بھی دیکھیں گے۔

ایک ناکام اور بدعنوان حکومت ملک کو بھاری نقصان پہنچ سکتی ہے۔

(آر کے سنہا)

سکریٹری

بی جے پی پارلیمانی دفتر